حرف آغاز

خطابِ عید

سید جلال الدین عمری

امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری ہر سال مرکز جماعت کمپلکس میں واقع مسجد اشاعتِ اسلام میں عیدین کا خطبہ دیتے ہیں، جہاں دور ونزدیک کے علاقوں سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں۔مولانا موصوف نے امسال (۲۶ / جون ۲۰۱۷ء کو) ہزاروں کے مجمع کے سامنے جو خطبۂ عید الفطر دیا تھا اسے ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔اس میں موجودہ حالات میں امت کے لیے مؤثر رہنمائی ہے۔

(رضی الاسلام)

بزرگو، بھائیو اور عزیزو، محترم خواتین، ماؤ، بہنو اور بیٹیو!

آپ سب کو عید مبارک ہو۔

عید خوشی کا دن ہے۔اس میں خوشی منانا ہم سب کے محبوب ومقتدیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کی سنت ہے۔عید نہ منانا خلافِ سنت ہے۔یہ جوگیوں، راہبوں اور تارکینِ دنیا کا طریقہ ہے، اسلام کا نہیں۔حکم ہے کہ عید کی شادمانی اور مسرت میں بڑے، چھوٹے، مرد اور خواتین سب شریک ہوں۔ہم نے اور آپ نے رمضان کے مہینے میں روزے رکھے اور اس بات کا ثبوت دیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تو ہم بھوک، پیاس، موسم کی سختی، سب کچھ برداشت کریں گے اور اپنے جذبات پر قابو رکھیں گے اور جب اس کی اجازت ہوگی اور جس حد تک ہوگی، اپنی ضرورتیں پوری کریں گے۔ اس میں بھی اس کے احکام کے پابند رہیں گے۔یہ اطاعت وتسلیم کا وہ پاکیزہ جذبہ ہے جو ماہ رمضان ہمارے اندر پیدا کرتا ہے۔دعا ہے کہ ہمارا یہ جذبہ ہمیشہ باقی رہے۔

اب آئیے امت مسلمہ کی صورتِ حال پر غور کریں۔اس وقت دنیا میں اسلام

کو ایک جنگ جو مذہب کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو مغربی ملکوں میں بھی، جہاں جمہوریت اور فرد کی آزادی کا بڑا چرچا ہے، ایک خطرناک قوم باور کیا جاتا ہے، جو دنیا کے امن و امان کے لیے پرخطر اور تشویش کا باعث ہیں۔ انھیں شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کی مصروفیات پر نظر رکھی جاتی ہے، جیسے امت کا ہر فرد مجرم ہے اور وہ کسی بھی وقت کوئی بھی غلط قدم اٹھا سکتا ہے۔ دنیا میں کہیں بھی دہشت گردی کا واقعہ ہو، یورپ اور امریکہ میں ہو یا ایشیا میں، عرب میں ہو یا عرب سے باہر کسی ملک میں، اسے مسلمانوں سے جوڑ دیا جاتا ہے، حالاں کہ امت کے سوادِ اعظم نے کبھی اس کی تائید نہیں کی۔ ابھی چند دن قبل حرم میں دہشت گردی کا واقعہ پیش آیا۔ اس ناروا اور غیر اسلامی حرکت کی مَیں اپنی طرف سے اور جماعت اسلامی ہند کی طرف سے شدید مذمت کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے سب ہی طبقات نے اسے قابلِ مذمت قرار دیا ہے۔

دنیا میں ہر قوم میں غلط کار ہوتے ہیں۔ کسی بھی قوم کا دامن اس سے پاک نہیں ہے۔ ان کے غلط اور نقصان دہ اقدامات کو چند افراد کی یا کسی چھوٹے سے تخریب پسند ٹولے کی حرکت قرار دیا جاتا ہے، پوری قوم کو اس کے لیے جواب دہ نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن دنیا کے کسی بھی گوشہ میں کچھ نادان یا فریب خوردہ مسلم نوجوانوں سے کوئی غلط حرکت ہوتی ہے تو پوری مسلم ملت پر اس کی ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے اور اس کے عقیدہ و مذہب کو ہدفِ تنقید بنالیا جاتا ہے۔ اسرائیل اس وقت دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے، اس کی دہشت گردی کسی فرد یا چند افراد کی نہیں، حکومت کی دہشت گردی ہے، لیکن اسے کوئی یہودیت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ امریکہ اور اس کی حلیف مغربی اقوام کا گھناؤنا کردار وسط ایشیا اور عرب ممالک میں بالکل واضح ہے۔ اس نے کئی ممالک کو تباہ کر دیا اور ہزارہا افراد کو موت کے آغوش میں پہنچا دیا، لیکن اس کا الزام عیسائیت پر نہیں لگایا جاتا۔

اسلام کا واضح اعلان ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعاً (المائدۃ: ۳۲)

جس کسی نے بھی ایک شخص کو قتل کیا جب کہ اس نے کسی کی جان نہیں لی تھی یا زمین میں فساد نہیں برپا کیا تھا تو اس نے تمام انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے کسی بے گناہ کو موت کے مونھ میں جانے سے بچالیا اس نے پوری نوعِ انسانی کو بچالیا۔

یہ اللہ کے رسولوں کا درس رہا ہے اور یہی آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ آج کل ہر طرف حقوقِ انسانی کا چرچا ہے۔ مختلف ملکوں کے دساتیر میں اس کی ضمانت دی گئی ہے اور مذہبی کتابوں میں بھی اس کی تائید ہے، لیکن انسان کا اور اس کی جان کے احترام کا قرآن نے جو تصور پیش کیا اس کے سامنے ہر دستور اور اس کی ضمانتیں ہلکی اور بے وزن نظر آتی ہیں۔ اس نے کہا: فرد واحد کا قتلِ ناحق پوری نوع انسانی کا قتل ہے، اس لیے کہ اس سے معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خون بہانے کا راستہ کھلتا ہے۔ اسی طرح کسی بے گناہ انسان کو موت کے مونھ میں جانے سے بچانا پوری دنیا کو یہ سبق دیتا ہے کہ کسی بے گناہ اور شریف انسان کی جان نہیں لی جاسکتی۔

دوستو اور ساتھیو! جب تک زمین و آسمان گردش میں ہیں، یہ دنیا اپنے ساز و سامان کے ساتھ باقی ہے اور جب تک سلسلۂ لیل و نہار جاری ہے، قرآن کی یہ آواز فضا میں گونجتی رہے گی کہ کسی ایک بے گناہ کا قاتل روئے زمین پر بسنے والی تمام اولادِ آدم کا قاتل ہے۔ جو کسی بے قصور کی جان بچائے وہ بے گناہوں کو بچانے کی مثال قائم کرتا ہے، وہ دوسرے انسانوں کو بے گناہوں کے تحفظ کے لیے کھڑے ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن مجید نے انسانی جان کے احترام کے جو احکام اس آیت میں اور اس جیسی دوسری آیات میں دیے ہیں وہ دہشت گردی اور ناحق خوں ریزی کو شدید معصیت قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے آج تک کسی مستند عالم دین اور کسی دینی تنظیم نے دہشت گردی کے کسی واقعہ کی تائید نہیں کی۔ اسے مغرب کا برپا کردہ فتنہ قرار دیا۔

ہمارا ملک ایک جمہوری ملک ہے۔ یہاں کے ہر شہری کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ کسی کے ساتھ مذہب، ذات، فرقہ، جنس اور پیشہ کی بنیاد پر امتیازی سلوک غیر دستوری ہے، لیکن افسوس کہ یہاں کی اقلیتیں اور کم زور طبقات کو ان میں سے بہت سے حقوق عملاً حاصل

نہیں ہیں۔ دستور نے ہر ایک کی جان، مال، عقیدہ و مذہب اور تہذیب پر عمل کی آزادی دی ہے اور وہ اس سے محروم ہیں۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، جگہ جگہ ان کی عبادت گاہوں پر حملے ہو رہے ہیں، گائے کی حفاظت کے نام پر اور بیف کھانے کا الزام لگا کر ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں اب تک کئی افراد کی جان لی جا چکی ہے۔ دنیا ان واقعات کو حیرت و استعجاب کے ساتھ دیکھ رہی ہے کہ آج کے دور میں آدمی کے کھانے پینے پر بھی پابندی عائد کی جا رہی ہے اور اس کے لیے اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑ رہا ہے۔

ایک موقع پر ہمارے وزیر اعظم نریندر مودی جی نے کہا کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے ISIS کو اور دہشت گردی کو رد کر دیا ہے، یہاں اس کا وجود نہیں ہے۔ یہی بات ابھی حال میں وزیر داخلہ جناب راج ناتھ سنگھ نے بھی کہی ہے۔ اس کے ساتھ دہشت گردی کے الزام میں مسلم نوجوانوں کی مسلسل گرفتاریاں جاری ہیں اور طویل عدالتی کارروائی کے بعد ان کی رہائی عمل میں آتی ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی تنظیمیں کہہ رہی ہیں کہ یہاں مسلمان اور دیگر اقلیتیں غیر محفوظ ہیں۔ اس سے پورے ملک کی بدنامی ہو رہی ہے۔ یہ صورت حال جتنی جلد ختم ہو، ملک کے حق میں اور یہاں کے تمام شہریوں کے حق میں بہتر ہو گی اور آج کی دنیا میں اس کی بہتر تصویر سامنے آئے گی۔

برادرانِ اسلام! آپ مختلف پہلوؤں سے خود کو کم زور محسوس کرتے ہیں، لیکن یہ نہ فراموش کیجیے کہ آپ کے پاس اللہ کا دین ہے، جو آپ کا سب سے بڑا سرمایہ اور طاقت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ آپ کے لیے اور ساری دنیا کے لیے راہِ نجات ہے۔ یہ دنیا میں کام یابی کی راہ دکھاتا اور آخرت میں جنت تک پہنچاتا ہے: وَاللّٰهُ يَدْعُوٓا إِلَىٰ دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِىْ مَنْ يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔ یونس:۲۵۔ (اور اللہ سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے، سیدھے راستہ کی طرف رہ نمائی کرتا ہے)

آپ دنیا سے اپنے وجود و بقا کی، امن و امان کی، تحفظ کی اور عدل و انصاف کی بھیک مانگنے والے نہیں، بلکہ دنیا میں امن و امان، عدل و انصاف کے علم بردار اور دوسروں کی جان و مال کے پاس دار اور محافظ بن کر کھڑے ہوں۔ جس کسی کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو اور اس کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، اسے تنہا نہ چھوڑیے، بلکہ اس کے حق

میں صدائے احتجاج بلند کیجئے اور اپنے قول وعمل سے ثابت کیجئے کہ ہم کسی پر ظلم برداشت نہیں کریں گے اور اس کے جائز حق کو سلب کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں گے۔

آج دنیا انسان کے احترام، حریتِ فکر وعمل، مساوات، عدل وانصاف اور معاشی جدّ و جہد کے مساوی مواقع کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے، اس کے لیے تگ و دو بھی ہو رہی ہے، دستوری ضمانت بھی فراہم کی جاتی ہے، لیکن عملاً یہ سب کچھ بعض افراد اور طبقات ہی کو حاصل ہے، کہیں بھی طاقت وَر کی چیرہ دستیوں سے کم زور محفوظ نہیں ہیں۔ یہ وہ قدریں ہیں جن کی اسلام نے بہت پہلے تعلیم دی ہے اور عملاً انہیں برت کر دکھایا ہے۔ اسلام دنیا کے لیے امن و سلامتی اور عدل و انصاف کا پیغام رکھتا ہے، اسے عام کیجئے۔ اس حقیقت کو واضح کیجئے کہ اسلام دنیوی ضروریات کی تکمیل بھی کرتا ہے اور آخرت کی فلاح بھی اس سے وابستہ ہے۔

یاد رکھیے، اس سرزمین پر اگر آپ کی حیثیت مانگنے والے اور سوالی کی ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ کہیں سے آپ کے ساتھ ہم دردی کا مظاہرہ ہو، لیکن آپ دنیا کی ضرورت نہیں بن سکیں گے۔ اللہ کا دین وہ نسخۂ شفا ہے جس میں تمام امراض کا علاج ہے۔ اس نسخۂ شفا کو پیش کیجئے۔ کچھ بعید نہیں کہ مشکلات اور مصائب میں پھنسی ہوئی یہ دنیا اس کی طرف اس طرح لپکے جیسے پیاسا شدتِ پیاس سے ٹھنڈے پانی کی طرف لپکتا ہے۔

مؤرخہ یکم جولائی ۲۰۱۷ء کو جماعت اسلامی ہند کی جانب سے انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر میں ’عید ملن پروگرام‘ رکھا گیا تھا، جس میں مختلف مذاہب کی نمائندہ شخصیات، مختلف ممالک کے سفارت خانوں کے نمائندوں اور سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ اس موقع پر مولانا سید جلال الدین عمری نے جو مختصر خطاب کیا تھا اسے ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

برادرانِ اسلام! میں اپنی طرف سے اور جماعت اسلامی ہند کی طرف سے آپ سب کا عید ملن کی اس تقریب میں خلوصِ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ماہِ مبارک میں آپ کی عبادت وریاضت اور آپ کے اعمالِ خیر کو قبول فرمائے۔ میں اپنے ان غیر مسلم برادران وطن کا بھی پُر از محبت استقبال کرتا ہوں

اور انہیں خوش آمدید کہتا ہوں جو ہماری اس خوشی میں شریک ہیں۔

بزرگو اور بھائیو! اس وقت ہمارا یہ ملک جن نازک حالات سے گزر رہا ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ ملک کا امن و امان درہم برہم ہو رہا ہے، مختلف طبقات کے درمیان دوری اور منافرت پیدا کی جارہی ہے، اقلیتوں اور کم زور طبقات کو ٹارگٹ بنایا جارہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو زدوکوب کیا جارہا ہے، جان تک لی جارہی ہے۔

قانون کی بالادستی، خاص طور پر شمالی ہند کی ریاستوں میں جیسے ختم ہو رہی ہے اور لاقانونیت پھیل رہی ہے۔ مجرم اور خطاکار قانون کی گرفت سے آزاد ہیں۔ اس صورت حال سے ملک کے سنجیدہ اور بہی خواہ اصحاب فکر مند ہیں اور اسے ملک کے لیے نقصان دہ تصور کرتے ہیں۔ اس پر ان کی طرف سے ابھی حال میں پورے ملک میں جس بڑے پیمانہ پر احتجاج ہوا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ابھی ملک میں انسانیت کے احترام کا جذبہ موجود ہے۔ امید ہے، یہ جذبہ فروغ پائے گا اور ظلم اور چیرہ دستی ماضی کا افسانہ بن کر رہ جائے گی۔

دوستو اور ساتھیو! اس ہم دردی کے باوجود ملک کی موجودہ صورت حال سے یہ عاجز بے حد پریشان اور مضطرب ہے۔ دل اندر سے دکھتا ہے کہ آخر اس ملک کا کیا ہوگا؟ اس پریشانی میں اللہ کی کتاب قرآن مجید کھولا تو وہاں سے آواز آئی: **مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ**۔ النحل: ۹۷۔

یہ کسی انسان کی طرف سے نہیں، بلکہ اس خدائے ذوالجلال کی طرف سے اعلان ہے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے، جس کے ہاتھ میں قوموں کی تقدیر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کوئی بھی فرد بشر، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اگر اس کے اندر اللہ پر ایمان ہے، اس کی ہدایت و رہ نمائی کو وہ اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے اور اسے اس بات کا یقین ہے کہ مرنے کے بعد اپنی پوری زندگی کا اور اس کے ایک ایک عمل کا اسے خدا کو حساب دینا ہوگا اور پھر اس یقین کے مطابق اس کا عمل بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے 'حیاتِ طیبہ' (پاکیزہ زندگی) عطا کرے گا۔

پاکیزہ زندگی وہ ہے جس میں آدمی میں خدا کا خوف ہو اور وہ اخلاق کا پابند ہو،

جس میں صداقت، راستی، دیانت وامانت، ملک وملت کی خیر خواہی کا جذبہ ہو، جس میں دھوکا، مکر وفریب اور دوسروں کا استحصال (EXPLOITATION) نہ ہو اور جس میں ملک وقوم کو نقصان پہنچانے کی تدابیر نہ اختیار کی جائیں۔ یہ نہ خیال فرمائیں کہ اس کی وجہ سے آدمی مفلس، دوسروں کا دست نگر اور دریوزہ گر بن کر رہ جائے گا۔ نہیں۔ اس کے حصہ کی روزی اسے ضرور ملے گی۔ اس اعلیٰ کردار کی وجہ سے، امید ہے، خوش حالی بھی اس کے قدم چومے گی اور آخرت کی فلاح وکامرانی بھی اسے حاصل ہوگی۔ یہ راستہ اگر کوئی قوم اختیار کرتی ہے تو قرآن کہتا ہے کہ اس پر مادی ترقی کے راستے بھی کھلتے ہیں، زمین اپنے خزانے اگل دیتی ہے اور آسمان سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے۔

دوستو اور بھائیو! ابھی رمضان کا مہینہ گزرا ہے، جس میں روزے رکھے گئے۔ روزہ کوئی رسم ورواج یا قومی روایت نہیں، یہ کوئی سماجی عمل نہیں ہے جس کی پابندی کی جاتی ہو، بلکہ یہ انسان کی دینی اور اخلاقی تربیت کا اور اس کو امت کا کارگر فرد اور ملک کا خیر خواہ اور بہترین شہری بنانے کا ذریعہ ہے۔ یہ اسی حیاتِ طیبہ کے لیے انسان کو تیار کرتا ہے جس میں دنیا اور آخرت کی فلاح وکامرانی ہے۔

انسان کی ایک بیماری خود غرضی ہے۔ اس کے سامنے عام طور پر اپنا، اپنے خاندان کا اور اپنے چاہنے والوں کا مفاد ہوتا ہے۔ اس کی خاطر وہ صحیح اور غلط، درست اور نادرست، ہر طریقہ اختیار کرتا ہے، ہر طرح کی جعل سازی، دھوکا دہی اور بڑی سے بڑی رشوت کا لینا اور دینا اس کے لیے آسان ہوتا ہے۔ وہ ایسے اقدامات بھی کر گزرتا ہے جو پورے معاشرے کے لیے ضرر رساں ہوتے ہیں، اپنے مفاد کے لیے وہ ملک وقوم کو بھی داؤ پر لگا سکتا ہے، وہ ملک کے خفیہ راز کھول سکتا ہے اور دوسروں کے لیے جاسوسی کر سکتا اور قوم وملک کے ساتھ غداری کر سکتا ہے۔ روزہ اس خود غرضی کو ختم کرتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ آدمی نفع ونقصان سے بلند ہو کر ہمیشہ صداقت اور راستی کا راستہ اختیار کرے۔ روزہ رکھ کر بھی آدمی دروغ گوئی اور کذب بیانی سے باز نہ آئے اور اسی پر عمل کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ روزہ محض بھوک پیاس ہے اور اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں ہے۔ (بخاری)

روزہ انسان کو دوسروں کے دکھ درد کو سمجھنے اور ان کی مدد پر آمادہ کرتا ہے، خود غرضی کی جگہ مودّت و مواسات اور ہم دردی کا جذبہ ابھارتا ہے اور آدمی کو دولت سمیٹ کر رکھنے کی جگہ دولت خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت معروف تھی۔ آپ کسی حاجت مند کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے۔ رمضان کے مہینہ میں آپ کی یہ کیفیت ہوتی کہ جیسے جود وسخا کی بادِ بہار آ گئی ہو۔

ہماری ایک کمزوری جذباتیت ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر ہم قابو میں نہیں رہتے اور دست و گریباں ہوجاتے ہیں، حتّٰی کہ ایک دوسرے کا خون بہا دیتے ہیں۔ معاشرے میں کشت وخون کے بیش تر واقعات اسی جذباتیت کا نتیجہ ہیں۔ رمضان اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ بھوک پیاس کی شدت میں بھی آدمی جذبات پر قابو رکھے اور کوئی لڑنے کے لیے آمادہ ہو تو کہہ دے کہ میرا روزہ مجھے اس کی اجازت نہیں دیتا کہ تمہارا جواب دوں۔

اس وقت سماج کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جنسی جذبات اس قدر بھڑکا دیے گئے ہیں کہ آدمی کے لیے ان پر قابو پانا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے جنسی آوارگی عام ہے۔ خواتین کی عزت و عصمت محفوظ نہیں رہ گئی ہے۔ Rape کے کیس بڑھتے جارہے ہیں۔ عورت خود کو اجنبیوں اور غیروں ہی میں نہیں، عزیزوں اور ہم سایوں میں، گھر کے اندر اور باہر، ہر جگہ غیر محفوظ سمجھ رہی ہے۔ روزہ جنسی خواہش پر کنٹرول کی تعلیم دیتا ہے۔

روزہ دراصل Self Control کی تربیت ہے۔ یہ تربیت صحیح معنی میں ہو تو آدمی اپنی نفسانی خواہشات پر بھی قابو پا سکتا ہے اور باہر کے غلط محرکات کا بھی آسانی سے مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس طرح کا معاشرہ نمونہ کا معاشرہ ہوگا، جو موجودہ بگاڑ سے پاک ترقی کی راہیں طے کرے گا۔ آئیے، اسی طرح کے معاشرہ کی تعمیر کی کوشش کی جائے۔

آخر میں دوبارہ میں آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے جماعت اسلامی ہند کی دعوت پر عید کی اس تقریب میں شرکت کی زحمت برداشت کی اور ایک دوسرے کی خوشی میں شریک ہوئے۔

☆☆☆